محترمہ فہیم عثمانی ایم اے، عربی و ایم اے علوم اسلامیہ

اسلام میں شخصی ملکیت

سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں ہی افراط و تفریط پر ہیں۔ نہ شخصی ملکیت کو سرمایہ داری کی طرح بالکل ہی آزاد اور خود مختار چھوڑ دینا مفید اور نہ اشتراکیت کیطرح اسے بالکل ہی باطل قرار دینا مناسب۔ اعتدال کی راہ اسلام ہی کی راہ ہے کہ افراد کو حقوق ملکیت تو حاصل ہوں مگر ایسی حدود اور قیود کے ساتھ جو آزاد ملکیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کا سدباب کر سکیں۔

اسلام میں شخصی ملکیت کا تصور اس قدر بنیادی حیثیت کا حامل ہے کہ معاملات سے متعلق تمام تر اسلامی احکام کا دار و مدار اسی پر ہے اور محض معاملات ہی نہیں اخلاق و عبادات کے مکمل ڈھانچہ کا انحصار بھی کسی نہ کسی صورت میں اسی تصور پر مبنی ہے جس طرح بیع شرا، ہبہ، اجارہ اور وراثت و تملیک وغیرہ کے اسلامی قوانین بلا واسطہ طور پر شخصی ملکیت کیساتھ مربوط ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ، صدقۂ فطر نفل صدقات و خیرات وغیرہ کے احکام بھی شخصی ملکیت کے جواز و عدم جواز سے بلا واسطہ منسلک ہیں مگر اس سلسلہ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ پہلے ہی مرحلہ پر ہو جانا ضروری ہے وہ یہ کہ اسلام نے شخصی ملکیت کا جو تصور دیا ہے وہ اس تصور سے بنیادی طور پر مختلف ہے جو سرمایہ دارانہ نظام پیش کرتا ہے۔ سرمایہ داری کی نظر میں انسان کو اپنے مال پر آزاد اور خود مختار ملکیت حاصل ہے وہ اس کو جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے مگر اسلام کہتا ہے کہ دولت اصلاً اللہ کی پیدا کردہ اور اسی کی ملکیت ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو عطا کر دے وہ اس کا مالک بن جاتا ہے وہ انسان کو اس میں تصرف کرنے کا حق عطا کرتا ہے، مگر اپنی مرضی اور اپنے مصالح کا پابند بنا کر گویا انسان کو دولت پر ملکیت تو حاصل ہے مگر آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ اصل مالک کی طرف سے کچھ حدود و قیود

انسان کی اس ملکیت پر عائد ہیں۔ شخصی ملکیت کے سلسلہ میں بھی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلام اور سرمایہ داری کے لئے دو جدا جدا راہیں متعین کرتا ہے اور اسی بنیادی فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کے نتیجے میں بعض کوتاہ بین حضرات نے شخصی ملکیت کے تصور ہی کو بالکلیہ عیب جانتے ہوئے اسلام کے دامن کو اس سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے اور اسلام کے پیش کردہ نظریۂ ملکیت کو تاویلاتِ فاسدہ کے سہارے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔

اس امر میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسلام نے انسان کیلئے جو ضابطۂ حیات متعین کیا ہے۔ اس میں انسان کی انفرادی و شخصی ملکیت کو اس حد تک نمایاں جگہ دی ہے کہ اکثر انسانی اعمال کا مدار اسی کو ٹھہرایا ہے اور اسی وجہ سے اسکو جابجا بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات بصراحت افراد کیلئے ملکیت کا حق تسلیم کرتی ہیں۔ اور واضح الفاظ میں افراد کو اپنی ملکیت پر پورا پورا تصرف کرنے کا حق عطا کرتی ہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد ارشادات کے ذریعہ شخصی ملکیت کے تصور کو پوری طرح واضح فرما دیا ہے۔

اس ضمن میں قرآن وسنت سے شواہد پیش کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حق ملکیت کی صحیح تعریف متعین کر لی جائے۔ مشہور مغربی محقق جان آسٹن نے ملکیت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"اپنے اصل مفہوم کے اعتبار سے یہ کسی متعین شے پر ایک حق کی نشاندہی کرتی ہے جو استعمال کے اعتبار سے غیر محدود اور تصرف وانتقال کے اعتبار سے بے قید ہے۔"

اس کے مقابلہ میں شریعتِ اسلامی کی نظر میں حق ملکیت کی جو تعریف ہے وہ مشہور حنفی محقق علامہ ابن نجیم کے الفاظ میں ابن ہمام نے فتح القدیر میں یوں بیان کی ہے۔

الملک قدرۃ یثبتھا الشارع ابتداء علی التصرف الا لمانع ملکیت تصرف کر سکنے کا اختیار ہے جس کا منبع شارع کا اذن ہے الّا یہ کہ کوئی مانع ہو۔

ان دونوں تعریفوں کے درمیان اس فرق کے علاوہ کہ آسٹن کی تعریف ملکیت تصرف و انتقال کے حق کو بے قید اور غیر محدود ٹھہراتی ہے اور اسلام میں اس حق کا انحصار مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے اذن پر موقوف ہے۔ یہ بات دونوں میں مشترک ہے کہ کسی چیز پر کسی کی ملکیت اسی وقت ثابت ہوتی ہے، جب اسے اس چیز میں تصرف وانتقال کا اختیار حاصل ہو۔ ملکیت کی تعریف کے اس تعین کے بعد دیکھیئے کہ قرآن وسنت سے یہ حق افراد کے لئے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ

کا ارشاد ہے: لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراضٍ منکم (النساء: ۲۹) ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہارے درمیان تجارت ہو آپس کی رضامندی سے۔

اس آیت شریفہ میں جہاں اموالکم کے الفاظ شخصی ملکیت کا اثبات واضح الفاظ میں کر رہے ہیں، وہاں آپس کی رضامندی سے تجارت کا اختیار دیکر اُن اموال میں افراد کیلئے تصرف کا حق بھی اس آیت نے ثابت کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ پر قرض کے معاملہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ کریم کہتا ہے:

اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ (البقرۃ ۲۸۲) جب آپس میں کسی مقررہ مدت کیلئے قرض کا معاملہ کرو تو اسکی دستاویز لکھ لو۔

ظاہر ہے کہ قرض کا معاملہ افراد آپس میں اسی صورت میں کر سکیں گے جبکہ انہیں اپنے اموال پر تصرف کا حق حاصل ہوگا۔ یہاں دَین کا باب تفاعل سے لانا اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر رہا ہے کہ یہ معاملہ افراد کے درمیان ہوگا۔ حکومت اور عوام کے درمیان نہیں۔ چند آیات کے بعد اسی مقام پر اسکی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے: وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتباً فرھٰن مقبوضۃ۔ (البقرۃ ۲۸۳) اگر تم سفر میں ہو اور (قرض کی دستاویز لکھنے کیلئے) کاتب نہ ہو تو رہن بالقبض رکھو۔

یہ اندازِ بیان اور سفر کے دوران قرض دینے دلانے کا ذکر بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ معاملہ افراد کے درمیان ہے اور اس وقت تک ناممکن ہے جب تک قرض دینے والے کو اپنے مال میں تصرف کا حق حاصل نہ ہو۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قرآنِ کریم سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ ایک مقام پر محرمات کا ذکر کرنے کے بعد قرآنِ حکیم کہتا ہے:

واحل لکم ما وراء ذٰلکم ان	اور ان (حرام عورتوں) کے سوا (باقی عورتوں کے
تبتغوا باموالکم محصنین	معاملہ میں) یہ بات تمہارے لئے حلال کر دی
غیر مسٰفحین۔ (النساء: ۲۴)	گئی کہ تم انہیں اموال کے بدلے حاصل کرو نکاح

کرنے والے بن کر نہ کہ ناجائز تعلقات رکھنے والے بن کر۔

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہے:

وآتوا النساء صدقٰتھن نحلۃ	اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ
(النساء: ۴)	ادا کرو۔

ایک اور مقام پر ہے :

وآتیتم احداھن قنطاراً فلاتاخذ وامنہ شیئاً. (النساء) ۔	اگر تم نے کسی عورت کو (نکاح کے وقت) ڈھیر سامان بھی دیا ہو تو (طلاق دیتے وقت) اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

غرض یہ تمام امور یعنی اموال کے بدلے نکاح کا عمل میں آنا. عورت کو مہر کی ادائیگی یا ڈھیر سامان بطور بخشش عطا کر دینا یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جبکہ انسان کو اموال میں تصرف کا حق حاصل ہو۔ اسی حق کی مزید وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد ارشادات میں ایسے صریح الفاظ میں فرمائی ہے کہ کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ارشاد ہے :

کل ذی مال احق بمالہ یصنع بہ ماشاء (کنز العمال جلد ۳ صـ۲۲۴ روایت نمبر ۳۲۸۳)	ہر صاحب مال اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے وہ اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔

...

ذرا غور فرمائیے افراد کو اپنے اموال میں تصرف کا حق دینے میں یصنع بہ ماشاء کے الفاظ کس قدر صریح ہیں۔

ان تمام آیات واحادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ قرآن وسنت کی نظر میں افراد کو اپنے اموال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور اس طرح ملکیت کی اس تعریف کی رو سے جو ہم اوپر متعین کر آئے ہیں افراد کیلئے پچاس فیصد حق ملکیت قرآن وسنت سے ثابت ہوگیا۔ اب رہا انتقال ملکیت کے اختیار کا ثبوت افراد کے حق میں، تو اس کے روشن شواہد سے تو قرآن و حدیث کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ بیع وشرا کے جتنے قوانین ہیں، اجارہ و تملیک کے جتنے احکام ہیں اور ہبہ و وقف وغیرہ کے جتنے مسائل ہیں وہ سب افراد کے حق میں انتقال ملکیت کے اختیار کا ثبوت ہی کو فراہم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ آیات واحادیث جن میں مالک کی رضامندی کے بغیر اسکی چیز پر کسی شخص کے قبضہ کر لینے یا اس میں کسی قسم کا تصرف کرنے کو باطل ٹھہرایا گیا ہے وہ بھی فی الحقیقت بالواسطہ طور پر افراد کے لئے انتقال ملکیت کا حق ہی ثابت کرتی ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم میں ہے :

یاایھاالذین آمنوالاتاکلوااموالکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراض منکم (النساء: ۲۹)	اے ایمان والو ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن (جائز طور پر) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو۔

یہ آیت باہمی رضامندی کے بغیر مال کھانے کو حرام ٹھہرا رہی ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے تو اپنے مال کی ملکیت کسی دوسرے کیطرف منتقل کرنے کا پورا حق رکھتا ہے، مگر اسکی رضامندی کے بغیر کوئی دوسرا شخص اسکی ملکیت میں کسی قسم کے تصرف کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ اسی بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا :

کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه۔ ...	ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کیلئے قابل احترام ہے (اور اس پر دست درازی ممنوع ہے) اس کا خون اس کا مال اسکی آبرو۔

شریعت اسلامیہ نے تو اس انتقال ملکیت کے حق کا اس درجہ تحفظ کیا ہے کہ ایسے وقت میں بھی اس حق کو باقی رکھا ہے۔ جب کوئی شخص دشمن کے ہاتھ میں قید ہو اور بے بس ہو۔

اجز وصية الاسير وعتاقه وما صنع فی ماله مالم يتغير عن دينه فانما هو ماله يصنع فيه ماشاء (بخاری شریف جلد ۱ ص)	جو شخص دشمن کے ہاتھ میں قید ہو اسکی وصیت عتاق اور اپنے مال میں تصرف کو جائز قرار دو جب تک وہ دین سے نہ پھرے کیونکہ مال اس کا اپنا ہے وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔

غرض تصرف کے حق کی طرح انتقال ملکیت کا حق بھی دلائل قطعیہ و براہین شرعیہ سے ثابت ہے اور افراد کے حق میں ملکیت اموال کے ثبوت کیلئے انہی دو باتوں کا ثبوت درکار تھا۔ افراد اگر اپنے اموال میں قرآن و سنت کی رو سے تصرف کا حق بھی رکھتے ہیں اور انتقال ملکیت کا اختیار بھی انہیں حاصل ہے تو بالکلیہ ملکیت اموال کے اثبات میں کیا اشکال باقی رہ گیا۔ اس کے علاوہ قرآن و سنت میں ایسے شواہد بھی بیشمار ہیں جن میں مختلف قسم کے اموال کی بلا واسطہ نسبت افراد کی طرف کی گئی ہے اور جو اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ افراد کو املاک رکھنے اور ان پر تصرف کرنے کے تمام حقوق حاصل ہیں۔ مثال کے طور پر چند آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اولم يروا انا خلقنا لهم مما عملت ايدينا انعاما فهم لها مالكون (یٰسین : ۷۱) ...	کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے لئے جانوروں کو اپنے ہاتھ سے بنا کر پیدا کیا پھر بھی لوگ ان کے مالک ہیں۔

وآتوھم من مال اللہ الذی آتاکم۔ (نور: ۲۴)	اور ان کو اللہ کے مال میں سے کچھ دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں جہاں یہ صراحت کردی گئی کہ تمام چیزوں کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے وہیں انسان کی شخصی ملکیت کو بھی واضح طور پر قائم کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے متعدد مقامات پر زمین، باغ، گھر، زمین کی پیداوار، نقد سرمایہ اور دیگر اشیاء کی ملکیت افراد کی طرف منسوب کرکے یہ تبلادیا کہ افراد کو ہر قسم کے اموال اپنی ملکیت میں رکھنے کا حق حاصل ہے۔ مثلاً زمین کے بارے میں ارشاد ہے:

واورثکم ارضھم ودیارھم و اموالھم وارضاً لم تطئوھا۔	اس نے تم کو انکی زمین ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنادیا۔ اور وہ علاقہ تمہیں دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا۔

اسی طرح باغ کی نسبت کرتے ہوئے فرمایا:

واضرب لھم مثلاً رجلین جعلنا لاحدھما جنتین من اعناب و حففنھما بنخل وجعلنا بینھما زرعا۔ (کہف: ۳۲)	ان کے سامنے ایک مثال پیش کرو دو شخص تھے ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دئے اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی۔
یا ایھا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علیٰ اھلھا۔ (النور: ۲۷)	اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو تاوقتیکہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔

زمینی پیداوار کی ملکیت کو یوں واضح کیا:

انفقوا من طیبٰت ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض۔ (البقرہ: ۲۶۷)	اپنی پاکیزہ کمائی میں اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔

نقد سرمایہ کی ملکیت کو بھی اسی طرح صراحت سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وان تبتم فلکم رؤس اموالکم (البقرہ: ۲۷۹)	اور اگر تم (سود خواری سے) توبہ کرلو تو تم اپنے اصل سرمایہ کے حقدار ہو۔

ان تمام آیات میں مختلف قسم کے اموال کی ملکیت افراد کی طرف منسوب کرکے دراصل یہی بتلایا گیا ہے کہ افراد کو ہر قسم کے اموال میں ملکیت کا حق حاصل ہے، ان آیات قرآنی کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہے:

الالا تظلموا الا لا یحل مال امرئٍ — خبردار ظلم نہ کرو خبردار کسی شخص کا مال حلال نہیں
الا لطیب نفسٍ منہ۔ — مگر مال والے کی خوشی کے ساتھ۔

(مشکوٰۃ شریف باب الغصب) ...

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

من قتل دون مالہٖ فھو شھید۔ — جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے۔
(بخاری ابواب المظالم والقصاص)

یہ احادیث بھی شخصی ملکیت کے اثبات میں بڑی واضح ہیں۔ اختصار پیش نظر ہے ورنہ قرآن وسنت سے اس سلسلہ میں لاتعداد شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پھر ذرا اس پر بھی غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ انفرادی طور پر ہر قسم کی املاک اپنے پاس رکھتے تھے اور شریعت حقہ کی حدود میں رہتے ہوئے ان پر تمام تصرفات عمل میں لاتے تھے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کی املاک رکھتے اور ان کو اپنے ذاتی استعمال میں لائے تھے آپ کے زمانہ میں یہ رواج عام تھا کہ کوئی شخص اپنا نقد سرمایہ محفوظ رکھتا تو کوئی اپنی مرضی سے اسے کسی کاروبار میں لگا دیتا۔ قرض دینے یا نفع میں شرکت کے اصول پر کاروبار کرنے کی رسم بھی عام تھی، ذاتی استعمال کیلئے لوگ سواری کے جانور بھی پالتے تھے۔ رہائش کیلئے مکانات بھی اپنی ملکیت میں رکھتے تھے۔ زمینوں باغوں اور کھیتوں کے مالک بھی موجود تھے۔ ان تمام املاک کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی۔ اور مالک کے مرنے پر اس کے ورثاء کے درمیان ان کی تقسیم بھی ہوتی تھی۔ یہ تمام امور اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں انفرادی ملکیت کا رواج عام تھا۔ اس پر آپ نے کبھی نکیر نہیں فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک فرمان بھی ایسا نہیں ملتا جو صراحتاً انفرادی ملکیت کی نفی کرتا ہو اس کے مقابلہ میں ایسے ارشادات بیشمار ہیں جو انفرادی ملکیت کو سند جواز عطا کرتے ہیں۔ اگر بالفرض والمحال قرآن وسنت میں انفرادی ملکیت کے جواز وتسلیم کا مثبت اعلان نہ بھی ملتا تو شریعت کے عام اصول کے مطابق یہی خیال کیا جاتا کہ اسلام انفرادی ملکیت کے اس رواج پر خاموشی اختیار کرکے اسے سند جواز عطا کر رہا

ہے ۔ لیکن یہاں تو امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن پوری صراحت کے ساتھ انفرادی ملکیّت کے حق کو تسلیم کرتا ہے ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس حق کی تائید کرتے ہیں ۔

قرآن وسنت کی ان تمام شہادتوں کی موجودگی میں اس بات کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کی طرف انفرادی ملکیت کے ابطال کی نسبت کی جائے مگر حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو اپنا سارا زور اس پر صرف کرتے نظر آتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح کھینچ تان کر یہ ثابت کر دیا جائے کہ اسلام نے انفرادی و شخصی ملکیت کا کوئی تصور دیا ہی نہیں ۔ دراصل یہ لوگ اشتراکیت سے مرعوب ہیں اور اسی مرعوبیت کے نتیجہ میں وہ اشتراکی نظریات کو قرآنی آیات و احادیث نبویہ میں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، خواہ اس کوشش میں انہیں آیات و احادیث میں تاویلات فاسدہ ہی سے کام کیوں نہ لینا پڑے ۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہ لوگ نظریۂ ملکیت کی بنا تو رکھتے ہیں ملکیت کے اس تصور پر جو سرمایہ داری نے پیش کیا ہے اور پھر کتاب وسنت کی رو سے اس کا باطل ہونا ثابت کر کے انکار اس تصور ملکیت کا بھی کر بیٹھتے ہیں جو اسلام پیش کرتا ہے ۔ غیر محدود اختیارات کا حامل وہ نظریۂ ملکیت تو یقیناً اسلام کے نزدیک بھی باطل ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کا طرۂ امتیاز ہے اور جس کے برے نتائج نے معیشت انسانی کو فساد کا شکار بنا رکھا ہے مگر ملکیت کا وہ تصور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ چند حدود و قیود کا پابند ہے اسلام نے اسکی واضح صورت ہی متعین نہیں کی اسکی عملی شکلیں بھی متعین کر دی ہیں اور وہی نظریۂ ملکیت دراصل اس قابل ہے کہ انسانی معیشت کی اصلاح کا ضامن بن سکے ۔ جیسا کہ میں ابتدا میں ذکر کر آیا ہوں ۔ اس کائنات کی ہر چیز کا اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔ مگر وہ اپنی طرف سے انسانوں میں سے جسکو جس چیز کا مالک بنا دے اسکو بھی ملکیّت کے حقوق حاصل ہو جاتے ہیں ۔ گو یہ حقوق اللہ کی اذن کے پابند ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اسی معنیٰ میں ملکیت کی نسبت کو جو قرآن وحدیث میں جا بجا بیان ہوئی ہے اشتراکی حضرات نے اپنی اغراض کے حصول کے لئے سب سے بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے ۔ ایک عام آدمی کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کیلئے ان کا طرز استدلال کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ اسلام میں ملکیت کی نسبت خدا کی طرف کی گئی ہے ۔ اب کسی چیز میں خدا خود ظاہر ہو کر تو تصرف نہیں کرتا اس کے تصرف کی یہی شکل ہے کہ اس کی جانب سے حکومت اسلامیہ یا خلافت شرعیہ اسکی مالک بنے ۔ حالانکہ ان کی یہی دلیل خود ان کے خلاف جاتی ہے ۔

اس حقیقت سے تو کسی کو بھی انکار نہیں کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر جس دلیل سے

وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشیاء میں تصرف کا حق حکومت کے چند عہدیداروں کو عطا کرتے ہیں اسی دلیل سے افرادِ معاشرہ کیطرف وہ حق کیوں منتقل نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ تو کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے، پھر یہ اشیائے صرف اور غیر صرف کی تفریق کیسی۔ کیا اشیائے صرف کی ملکیت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت نہیں۔

مزید برآں اس پر بھی ذرا غور کیجیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کائنات کی دیگر تمام اشیاء کا مالک حقیقی ہے اسی طرح انسان بھی خواہ مرد ہو خواہ عورت اسکی مخلوق اور اسکے مملوکہ ہیں، پس اگر خدا کی طرف ملکیت کی نسبت کی بنیاد پر کائنات کی دیگر اشیاء کی انفرادی ملکیت کی نفی پر استدلال درست ہے تو آوارہ منش لوگ اگر یہی طرزِ استدلال عورت کی ملکیت کیلئے استعمال کرنے لگیں اور عورت کو بھی تمام قوم کی ملکیت ماننے پر اصرار کرنے لگیں تو آپ کے پاس ان کے اس اخلاقی فساد کا کیا جواب ہوگا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اشتراکی حضرات کو اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت ہی کیوں نظر آتی ہے۔ دوسری تمام صفات علم سمع بصر ارادہ اور کلام وغیرہ بھی تو فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ثابت ہیں اور ان کی نسبت بھی جا بجا قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کی گئی ہے۔ پھر اس بات کی کیا توجیہہ ان کے پاس ہے کہ وہ انسان کو جاننے والا، سننے والا، دیکھنے والا، ارادہ کرنے والا اور بولنے والا تو کہہ سکتے ہیں مگر مالک نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح یہ بات بھی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ان اشتراکی حضرات کو قرآن پاک میں ان الارض للہ کے الفاظ تو نظر آتے ہیں جنکی غلط تاویلات میں یہ زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں مگر ان کی نظر قرآن پاک ہی کی آیت ان الحکم الا للہ پر نہیں پڑتی۔ یہ کیا دورنگی ہے کہ معیشت کے میدان میں تو قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کا دعویٰ ہے، مگر حکومت و سیاست کے معاملہ میں قرآنی دستور کی کوئی پرواہ نہیں۔ ان الحکم الا للہ میں تو حصر اور تاکید بھی ان الارض للہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے، ذرا خدائی قانون بھی تو نافذ کر کے دکھایئے۔ مالکیت کی طرح حاکمیت بھی تو صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ معیشت کا ذکر ہو تو آپ کو قرآنی آیات میں دور از کار تاویلات سے بھی گریز نہیں اور خدائی قانون کے نفاذ کی بات آئے تو آپ بغلیں جھانکتے نظر آئیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ جو لوگ ان الارض للہ کے الفاظ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ملکیت تمام تر اللہ ہی کیلئے ہے وہ اس آیت کے فوراً بعد آنیوالے الفاظ کیوں حذف کر جاتے ہیں۔ ان الفاظ کے بعد اللہ تعالیٰ یہ بھی تو فرما رہا ہے کہ یورثہا من یشاء من عبادہ۔ اللہ تعالے

اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، کیا اس آیت سے انفرادی ملکیت کا وہی تصوّر سامنے نہیں آتا جو ہم ابتدا میں ثابت کر آئے ہیں کہ مالک حقیقی تو ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اپنے بندوں کو بھی اس نے ملکیت کے حقوق چند حدود و قیود کے ساتھ عطا کر دئے ہوئے ہیں۔ اور ملکیت کا فی الحقیقت یہی وہ تصوّر ہے جو انسانی معیشت کے مزاج کو درست رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں ہی افراط و تفریط پر ہیں نہ شخصی ملکیت کو سرمایہ داری کی طرح بالکل ہی آزاد اور خود مختار چھوڑ دینا مفید اور نہ اشتراکیت کی طرح اسے بالکل ہی باطل قرار دینا مناسب۔ اعتدال کی راہ اسلام ہی کی راہ ہے کہ افراد کو حقوق ملکیت تو حاصل ہوں مگر ایسی حدود اور قیود کے ساتھ جو آزاد ملکیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کا سدباب کر سکیں۔

جامعہ اشرفیہ پشاور کا علمی و دینی مجلہ قرآن و سنت کا علمبردار

ماہنامہ صدائے اسلام پشاور

زیر سرپرستی: مولانا محمد یوسف صاحب قریشی مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور
مورخہ یکم صفر ۱۳۹۰ھ مطابق ۸ر اپریل ۱۹۷۰ء کو منظر عام پر آچکا ہے
سالانہ چندہ ۷/- روپے

ماہنامہ صدائے اسلام جامعہ اشرفیہ پشاور

علمی و دینی مجلہ
ماہنامہ
البلاغ

زیر سرپرستی، مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب کراچی
ادارت: مولانا محمد تقی عثمانی
ہر پرچہ علمی ادبی اور اصلاحی مضامین کا گنجینہ ———!
خود بھی پڑھئے، اوروں کو بھی توجہ دلائیے
سالانہ چندہ آٹھ روپے

البلاغ دار العلوم کراچی ۱۴